ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت سیرت النبیؐ

وقت 5-7منٹ

اِرْکَبْ مَعَنَا(القرآن)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۟ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (ھود:43)

یعنی وہ پہاڑوں کی طرح اونچی، موجوں میں اُنہیں لیے جارہی تھی اور اسی اثنا میں نوح نے اپنے بیٹے کو جبکہ وہ (اُس سے علیحدہ) ایک اور جانب کی طرف چلا گیا تھا پکارا کہ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

(تفسیرِ صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 276)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اِس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

معزز سامعین! رمضان المبارک میں مختلف جماعتی و نجی پلیٹ فارم سے دینی، علمی اور روحانی مائدہ، درس و تدریس، تقاریر اور کلپس کی صورت میں تقسیم ہوتا رہا ہے جس سے ہم سب محظوظ اور مستفید ہوتے رہے ہیں۔ قادیان دارالامان سے قیادت تربیت مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے روزانہ ہی ایک تربیتی کلپ پڑھنے کو ملا۔ یہ تمام تربیتی کلپس ”اِرْکَبْ مَعَنَا“ کے عنوان کے ساتھ آن لائن ہوتا رہا۔ جس کے معانی ہیں ”ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ“۔ خاکسار کو یہ عنوان اور اِس کا برمحل استعمال بہت پسند آیا اور ذرا سا غور کرنے پر بہت دلچسپ مضمون ذہن میں اُبھرا۔ جس کو آج مَیں اپنی بساط اور سوچ کے مطابق آپ سامعین کے سامنے شیئر کرنے جا رہا ہوں۔ اِس کا بنیادی سبق یہ ہے کہ جب کبھی بھی کوئی نبی یا رسول دنیا کی اصلاح اور اُن کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے تو اُس کی یہی پکار ہوتی ہے کہ میری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لیے میرا ساتھ دو۔ اِن تعلیمات کو اپنے گلے کا ہار بناؤ۔ اِن پر سوار ہو جاؤ یعنی اِن پر عمل کرو۔ ہر نبی اور رسول کے اپنی قوم کو تلقین کے الفاظ مختلف ہو سکتے ہیں لیکن مفہوم سب کا سانجھا ہوتا ہے۔

سامعین! زیر عنوان اِرْکَبْ مَعَنَا، حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ ہیں جو سورۃ ھود آیت 43 سے لیے گئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دشمنوں اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھنے کا واقعہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان ہوا ہے لیکن آج کی تقریر کے لیے مَیں نے سورۃ ھود کا انتخاب کیا ہے جہاں بہت تفصیل سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصّہ آیت 43 کے سیاق و سباق میں بیان ہوا ہے۔ اِرْکَبْ، رَکِبَ سے لیا گیا ہے اور حکم کا صیغہ ہے جس کے معنی جانور یا جہاز اور کشتی میں سوار ہونے کے ہیں اور سوار ہونے والے کو رَاکِب کہیں گے۔ اِس سے مراد ظاہری جسم کے ساتھ سواری پر سوار ہونے کے تو ہیں ہی جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا کہ اے میرے بیٹے! میرے ساتھ اِس کشتی میں سوار ہو جاؤ مگر وہ نافرمان بیٹے نے سوار ہونے سے انکار کیا اور وہ بلند و بالا لہروں کی نذر ہوا۔ جبکہ حضرت نوحؑ کی کشتی کو جُودی

پہاڑ پر پناہ دی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحقیق کے مطابق آج کل آرمینیا میں ہے۔ حدیث میں بھی اِرْكَبْ مَعَنَا کے الفاظ ایک جگہ ظاہری معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانور پر سوار تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔اِرْكَبْ مَعَنَا کہ میری سواری پر سوار ہو جاؤ۔

(صحیح بخاری حدیث 3701،صحیح مسلم حدیث نمبر 2409)

سامعین! اِس کے ایک معنی روحانی اور دینی اور مذہبی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ قیادت تربیت انصار اللہ قادیان نے اِن مبارک الفاظ کو رمضان اور اُس کی تعلیمات کے ساتھ جوڑ کر بار بار یہ توجہ دلائی ہے کہ جس طرح ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اسلامی تعلیمات پرEmbark ہوئے نظر آتے تھے، اُن تمام تعلیمات کو حرزِ جان بنائے رکھتے تھے اُن پر عمل پیرا نظر آتے تھے، اِسی طرح اے احمدیو! رمضان کی تعلیمات پر سواری کرو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر اُن تمام تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِرْكَبْ مَعَنَا یعنی حضور کے ساتھ سوار نظر آؤ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمل کریں ویسا ہی تم بھی عمل کرو۔

سامعین! اِرْكَبْ مَعَنَا کا دینی اور روحانی معنوں میں استعمال خاکسار نے تفسیر صغیر میں بیان ایک نقطہ سے لیا ہے۔ سورۃ ھود میں جہاں حضرت نوحؑ کا واقعہ درج ہے وہاں آیت 49 کے فُٹ نوٹ میں حضورؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اِس جگہ سفر سے مراد کشتی کا سفر نہیں بلکہ نبوت کے زمانہ کا سفر ہے“ گویا کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ حضرت نوحؑ کی نبوت کے سفر میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے ان پر قدم مارنا ہر مومن کا شیوہ ہونا چاہیے۔ یہی معنی روحانی طور پر اِرْكَبْ مَعَنَا کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی الہامی کتاب میں کیا کمال سے نہ صرف تعلیمات کو آپس میں جوڑا ہے بلکہ ایک جیسے زمانوں کو بھی آپس میں ملا کر رکھ دیا ہے جیسے کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اوپر بیان ہونے والی آیت کے معاًبعد اگلی آیت یعنی 50 میں جو مضمون بیان ہوا ہے اُس کے فُٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

”یعنی یہ نوح کا قصّہ بیان نہیں ہو رہا بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر آنے والے عذاب کی خبر دی جا رہی ہے۔“

(تفسیر صغیر زیر آیت سورۃ ھود آیت 50 صفحہ 360)

گویا کہ یہاں کھول کر بتا دیا کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے اِرْكَبْ مَعَنَا پر عمل نہیں کرے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دُوری اختیار کرے گا تو اُس پر عذاب ایسا ہو گا جیسا کہ ابو جہل اور ابو لہب پر نازل ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو خدا تعالیٰ کا فعل قرار دیا (الانفال:18)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اللہ تعالیٰ کی بیعت قرار دیا (الفتح:11) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا (النساء:81) اور یہی تینوں امور اُس سواری پر سوار ہونے کے لیے کافی ہیں جو ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے جس پر سوار ہو کر نہ صرف اِس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملتی ہے بلکہ اُخروی زندگی میں مقام محمود پر رفاقت نصیب ہو گی۔ یہی وہ سواری ہے جس پر سوار ہو کر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے آقا و مولا سے پوچھا تھا کہ کیا مَیں اِس دروازے سے داخل ہو سکوں گا؟

ایک مسلمان اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کامل نہ ہو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا، ہر ہر قول اور ہر ہر عمل سے سچا عشق نہ ہو، زندگی کے ہر معاملے میں سب سے پہلے نبوی طرزِ عمل کو ڈھونڈے، جی جان سے اس پر عمل کی کوشش کرے، احکاماتِ نبوی کے مطابق زندگی کے شب و روز گزارنے کی جدوجہد کرے، اپنے معاملات، معاشرت، لین دین، خوشی و غمی ہر چیز احکاماتِ نبویؐ کے تابع کر دے، یہی ہر مسلمان سے تقاضا ہے، یہی اس کی زندگی کا منہج و مقصد ہونا چاہیے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں متعدد مقامات پر اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور بلند مرتبہ کا ذکر فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے جیسے سورۃ ال عمران آیت 32 میں فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

یعنی تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر سورۃ الاحزاب آیت 22 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ قرار دے کر آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین یوں ملتی ہے کہ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا

یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

سامعین! اگر احادیث کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اِدۡرَکۡ مَعۡنًا کے معنوں میں دیکھیں تو سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہمارے سامنے آتا ہے کہ کَانَ خُلُقُهُ الۡقُرۡآن

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 25)

کہ آپؐ کے اخلاق قرآن کی تعلیمات کے عین مطابق تھے۔

اب دیکھیں! ہمارے اندر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر موجود نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات زندہ ہیں جن کی سب سے بہتر تصویر قرآن کریم ہے جو ہمیں سب سے پیاری کتاب ہے۔ آج کے دَور میں یہی وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے جس کی تعلیمات پر سوار ہو کر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پاسکتے ہیں۔ اِس رفاقت کے حصول کے لیے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش پیش تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اپنے حبیب آقا کے ساتھ ایسی بے نظیر محبّت و فدائیت کا تعلق رکھتے تھے کہ اس کے سامنے دنیا کی ہر چیز ہیچ تھی۔ آپؐ پر اپنی جان چھڑکتے اور پروانوں کی طرح فدا ہو جاتے۔ اصحابِ صفّہ اس کی بہت عظیم مثال ہے، ہر قسم کی دنیوی اغراض کو پس پشت ڈال کر اپنی زندگیوں کا لمحہ لمحہ اپنے آقا کی صحبت میں گزارنے والے تھے اور اس راہ میں بھوک کی شدّت بھی روک نہ بنتی۔ وہ ظاہری طور پر اُس طرف سے پیالے کو منہ لگاتے جس طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہوتا۔ صحابہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے وقت پانی نیچے نہ گرنے دیتے بلکہ چہروں پر برکت کی خاطر مَل لیتے اور روحانی معنوں میں صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تقلید کرتے نظر آتے۔ نماز میں، تلاوت، نوافل میں، تسبیحات و تحمید میں اور غرض ہر صحابی کے اندر ایک چھوٹا محمد حرکات و سکنات کی وجہ سے نظر آتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب ایک سفر میں ایک درخت کے قریب سے گزرے جس کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی تھی آپ اس درخت کے نیچے اس حالت میں بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کر رہے ہیں جبکہ آپ کو کوئی ضرورت اُس وقت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

سامعین! حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور عموماً قیلولہ بھی فرماتے تھے۔ ایک دن میری والدہ حضرت اُمِ سلیمؓ کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جب آپ کی والدہ کو پتہ چلا تو وہ جلدی جلدی گھر واپس آئیں اور دیکھا کہ آنحضورؐ استراحت فرما رہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جدا ہو کر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ایک شیشی لے کر اس میں آنحضورؐ کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ اس اثنا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلیمؓ سے پوچھا کہ وہ کیا کر رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنے خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔"

(صحیح مسلم، طِیبِ عَرَقِ النَّبِیِّ)

حضرت ابو ایوبؓ انصاری روزانہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا بھجواتے اور جو کھانا بچ کر واپس آتا اُس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آپؐ نے نوش فرمایا ہوتا وہاں سے کھاتے۔

سامعین! ہمارے سامنے حضرت خدیجہؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے فوراً بعد بغیر کسی دلیل کے کسی نشان کے صرف آپؐ کی بات کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین کر لیا۔ ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی آپ کی صداقت کی دلیل تھا۔

حضرت ابو بکرؓ تو تھے ہی سراپا عشق۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں "یارِ غار" جیسی عظیم الشّان فضیلت اور "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" جیسے لقب سے سرفراز فرمایا۔ ایک بار خانہ کعبہ میں اسلام کے علانیہ اظہار پر کفّار اُن پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا جان ہی سے مار ڈالا۔ لوگوں کے مخاطب کرنے پر بھی جواب نہ دیتے کہ سخت بے ہوشی کی کیفیت طاری تھی۔

شام کے وقت ذرا ہوش آیا، تو اس عاشقِ صادق کی زبان سے سب سے پہلے یہی الفاظ ادا ہوئے ''مجھے بتاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟'' والدہ کچھ کِھلانے پر مُصر تھیں، مگر وہ مسلسل اپنے محبوبؐ کے متعلق پوچھے جا رہے تھے۔ کھانے پر زیادہ اصرار کیا، تو فرمایا ''مَیں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے، جب تک خدمتِ نبویؐ میں حاضر نہ ہو جاؤں، تب تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔'' رات ڈھلی، تو والدہ اور بہن آپؓ کو سہارا دے کر چل پڑیں، یہاں تک کہ دارِ ارقم میں آپؐ کے پاس پہنچا دیا۔ آپؐ نے جب اپنے عاشق کو اِس حال میں دیکھا، تو اُن پر جُھک پڑے اور بوسہ دیا۔ صدیقِ اکبرؓ کی حالت دیکھ کر نبیٔ رحمتؐ پر رقّت طاری ہو گئی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ لوگ جو پانچ وقت شراب کے دلدادہ تھے اب ان اوقات میں نمازیں اور تہجد ادا کرنے لگے اور جب رسول اللہؐ کے منادی کرنے والے نے حُرمتِ شراب کا اعلان کیا تو اسے سن کر محفل بادہ میں شراب کے جام اور برتن توڑ دیے اور مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔

(بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المائدہ)

بس آج ضرورت ہے کہ ہم بھی صحابہ کے نمونہ کو اپناتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تا یہ اشعار ہم پر پورے ہوں

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوی کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔**''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

پیارے بھائیو! اِسی مضمون کی مناسبت سے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیان فرمودہ ایک نصیحت یاد آرہی ہے مَیں وہ بیان کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپؓ فرماتے تھے کہ

انسان سفر پر جاتے اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھتا ہے۔ اپنے ساتھ صرف ضروری سامان لے کر جاتا ہے۔ ایروپلین کے سفر پر تو بہت محدود سامان کی اجازت ہوتی ہے۔ مسافر فالتو سامان Exess Luggage چھوڑ جاتا ہے۔ انسان کی زندگی بھی ایک سفر ہے اسے صرف اچھائیاں اور نیکیاں ساتھ رکھنی چاہئیں اور برائیوں اور بدیوں کو فالتو سامان Exess Luggage جان کر ترک کر دینا چاہیے۔ یہ بھی ایک مفہوم ہے اِرْکَبْ مَعَنَا کا جس پر عمل ضروری ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”12 ربیع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراجِ منیر کہا۔ جس نے تمام دنیا کو روحانی روشنی عطا کرنی تھی اور کی۔ جس نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی تھی اور کی۔ جس نے برسوں کے مُردوں کو روحانی زندگی دینی تھی اور دی۔ جس نے دنیا کو امن اور سلامتی عطا کرنی تھی اور عطا کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ چرند پرند سب کے لئے رحمت ہے۔ جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت تھا اور ہے اور جس کی تعلیم تا قیامت ہر ایک کے لئے رحمت ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماننے والوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول میں تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پس اس اُسوۂ حسنہ پر چلنے کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے توحید کے قیام کے بھی نمونے قائم کئے۔ عبادتوں کے بھی نمونے قائم کئے۔ اعلیٰ اخلاق کے بھی نمونے قائم کئے اور حقوق العباد کے بھی نمونے قائم فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نبی ہر معاملے میں اعلیٰ نمونہ ہے۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا قومی اور ملی معاملات ہوں یا اعلیٰ روحانی معاملات ہوں، اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کی باتیں ہوں۔ یہی ایک نمونہ ہے جو تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کو اللہ کی ذات پر یقین ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جہاں اس کا حساب کتاب ہو گا اور اس کی تیاری کے لئے وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے تو اس کو پھر ان راستوں پر چلنا ہو گا جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چل کر دکھایا ہے۔ تبھی اللہ تمہاری ان دعاؤں اور اس کا قرب پانے کی امیدوں پر بھی نظر کرے گا۔ اس لئے ان راستوں کو بھی تلاش کرو۔ ان کی تلاش میں رہا کرو کہ وہ کون کون سے راستے ہیں جن پر اللہ کا یہ پیارا نبی چلا کرتا تھا۔“

(خطبہ جمعہ 17 دسمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسوہ حسنہ کی کشتی میں سوار ہونے کی توفیق دے جس پر سوار ہو کر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوں۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)